1964_6_780_784

6 ایس۔سی۔آر سپریم کورٹ رپوٹس 1964

ایس۔ایم۔کریم

بنام

مسمات بی بی سکینہ

14فروری1964

ایم۔ہیدایت اللہ اور راگھوبر دیال جسٹسز

بے نامی لین دین-دفعہ 66 کے تحت تحفظ-اگر منتقل الیہ دستیاب ہو-ذیلی دفعہ(2) قرض دہندگان پر لاگو ہوتی ہے-دعویٰ فصلہ مخالفانہ چلے گا-ضابطہ دیوانی 1908 (ایکٹ 5 آف 1908)، دفعہ 66۔

اپیل کنندہ K نے کچھ جائیداد کا دعوی کرتے ہوئے الزام لگایا کہ اس نے اسے ایک A سے خریدا تھا، جس نے اسے ایک H کے نام پر بے نامی خریدا تھا، اور H نے بدلے میں اسے مدعا علیہ S کو فروخت کر دیا تھا۔

منعقد:(i) ضابطہ دیوانی کی دفعہ 66 کے ذریعے دستیاب تحفظ نہ صرف تصدیق شدہ خریدار کے خلاف ہے بلکہ اس کے ذریعے دعوی کرنے والے کسی بھی شخص کے خلاف بھی ہے اور دفعہ 66 دعوے کو روکتا ہے۔

دوسرا ذیلی دفعہ قرض دہندگان کے دعووں کا حوالہ دیتا ہے نہ کہ منتقل ایاں، جس سے پہلے ذیلی دفعہ میں نمٹا گیا ہے۔

(ii) اگر حقیقی مالک کا قبضہ معیاد قانون کے تحت ملکیت میں بدل جاتا ہے اور اسے بے دخل کر دیا جاتا ہے، تو وہ قبضہ حاصل کرنے کے لیے مقدمہ کر سکتا ہے، کیونکہ اس کے بعد وہ لین دین کی بے نامی نوعیت پر انحصار نہیں کرتا ہے۔لیکن متبادل دعوی واضح طور پر کیا جانا چاہیے اور ثابت کیا جانا چاہیے۔مخالفانہ قبضہ تسلسل، تشہیر اور وسعت میں کافی ہونا چاہیے اور کم از کم یہ ظاہر کرنے کے لیے درعذر کی ضرورت ہوتی ہے کہ قبضہ کب مخالفانہ ہو جاتا ہے تا کہ متاثرہ فریق کے خلاف معیاد کا شروعاتی نقطہ تلاش کیا جا سکے۔

سوکن بنام کرشنند، آئی ایل آر۔32 پٹ۔352، سری بھگوان سنگھ بنام رام بسی کیور، اے۔آئی۔آر۔1957 پیٹ 157 اور بشن دیال بنام کیشو پرسد، اے۔آئی۔آر۔1940 پی۔سی 202، کا حوالہ دیا گیا ہے۔

دیوانی اپیلٹ کا دائرہ اختیار:1962 کی دیوانی اپیل نمبر 647۔

1957 کے اپیلٹ فرمان نمبر 642 سے اپیل میں پٹنہ ہائی کورٹ کے 3 دسمبر 1959 کے فیصلے اور فرمان سے خصوصی اجازت کے ذریعے اپیل۔

ایس۔پی ورما، اپیل کنندہ کے لیے۔

مدعاعلیہ کی طرف سے ایس۔پی۔سنہا، شہزادے محی الدین اور شوکت حسین۔

14 فروری 1964۔عدالت کا فیصلہ اس کے ذریعے دیا گیا

ہدایت اللہ جسٹس۔-یہ پٹنہ کی ہائی کورٹ کے فیصلے کے خلاف خصوصی اجازت کی طرف سے اپیل ہے جس میں نیچے دی گئی دونوں عدالتوں کے ہم آہنگی کے فیصلوں کو الٹ دیا گیا ہے، اور اپیل کنندہ کے مقدمے کو خارج کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔اپیل کنندہ سید اولاد علی کا بیٹا سید ایم کریم ہے اور مدعاعلیہ مست بی بی سکینہ (مدعاعلیہ نمبر 11) سید اولاد علی کے داماد حکیم عالم (مدعاعلیہ نمبر 2) سے متنازعہ جائیدادوں کی منتقلی ہے۔اپیل کنندہ،اس کے بدلے میں،اپنے والد سید علاء علی سے ان ہی جائیدادوں کا منتقلی کرنے والا ہے۔

اس اور دیگر جائیدادوں کے سلسلے میں کئی مدعاعلیہان کے خلاف دعویٰ اسقرات اور قبضے کی تصدیق یا اس کی فراہمی کے متبادل کے لیے مقدمہ لایا گیا تھا۔ہم اس اپیل میں دوسرے مدعاعلیہان یا دیگر جائیدادوں سے متعلق نہیں ہیں۔اپیل کنندہ کے مقدمے کا یہ حصہ اس الزام پر مبنی تھا کہ سید علاء علی نے 28 مئی 1914 کو اپنے داماد حکیم عالم کے نام پر عدالتی فروخت، بے نامی پر دعویٰ کی جائیدادیں خریدی تھیں۔بے نامی کی خریداری کی وجہ یہ تھی کہ دربھنگہ راج کے قوانین کے تحت جہاں سید علاء علی ملازم تھے،بعض عہدوں پر خدمات انجام دینے والے افراد کو عدالتی فروخت میں خریداری کرنے سے منع کیا گیا تھا۔سیل سرٹیفکیٹ حکیم عالم کے نام سے جاری کیا گیا تھا جو اس وقت سید علاء علی کے ساتھ رہ رہا تھا۔6 جنوری 1950 کو سید علاء علی نے جائیداد اپنے بیٹے موجودہ اپیل کنندہ کو فروخت کر دی اور حکیم عالم نے اپنی باری میں جائیداد بی بی سکینہ کو فروخت کر دی اور موجودہ مقدمہ مذکورہ بالا ریلیف کے لیے دائر کیا گیا۔

اس اپیل میں،اپیل گزار کی طرف سے اس بات پر زور دیا گیا ہے کہ نتائج واضح طور پر 1914 کی منتقلی کی بے نامی نوعیت کو قائم کرتے ہیں۔یہ،شاید،سچ ہے لیکن اپیل کنندہ اس سے فائدہ نہیں اٹھا سکتا۔لین دین کی بے نامی نوعیت پر مبنی اپیل کنندہ کا دعوی قائم نہیں رہ سکتا کیونکہ ضابطہ دیوانی کی دفعہ 66 اس کی ممانعت کرتی ہے۔اس دفعہ میں کہا گیا ہے کہ عدالت کی طرف سے تصدیق شدہ خریداری کے تحت حق کا دعوی کرنے والے کسی بھی شخص کے خلاف اس بنیاد پر کوئی مقدمہ نہیں چلایا جائے گا کہ خریداری مدعی کی طرف سے یا کسی ایسے شخص کی طرف سے کی گئی تھی جس کے ذریعے مدعی دعوی کرتا ہے۔پہلے،ابتدائی الفاظ تھے،تصدیق شدہ

خریدار کے خلاف کوئی مقدمہ برقرار نہیں رکھا جائے گا، اور یہ تبدیلی نہ صرف تصدیق شدہ خریدار بلکہ عدالت کی طرف سے تصدیق شدہ خریداری کے تحت حق کا دعوی کرنے والے کسی بھی شخص کی حفاظت کے لیے کی گئی تھی۔اس طرح تحفظ نہ صرف حقیقی خریدار کے خلاف بلکہ اس کے ذریعے دعوی کرنے والے کسی بھی شخص کے خلاف بھی دستیاب ہے۔موجودہ معاملے میں، مدعی کے طور پر اپیل کنندہ کو دفعہ کا نشانہ بنایا گیا اور مدعا علیہان کو اس کے ذریعے تحفظ فراہم کیا گیا۔

یہ دعوی کیا جاتا ہے کہ معاملہ دوسری ذیلی دفعہ کے تحت آتا ہے جس کے تحت کسی تیسرے شخص کے کہنے پر مقدمہ ممکن ہے جو جائیداد کے خلاف کارروائی کرنا چاہتا ہے حالانکہ بظاہر تصدیق شدہ خریدار کو فروخت کیا گیا ہے، اس بنیاد پر کہ وہ حقیقی مالک کے خلاف ایسے تیسرے شخص کے دعوے کو پورا کرنے کا ذمہ دار ہے۔سید علاء علی کی طرف سے اپیل کنندہ کے حق میں منتقلی پر انحصار رکھا جاتا ہے جسے منتقلی کے ذریعے اصل مالک کے خلاف دعوی قرار دیا جاتا ہے۔دوسرے ذیلی دفعہ کے الفاظ قرض دہندگان کے دعوے کی طرف اشارہ کرتے ہیں نہ کہ منتقلی کے دعووں کی طرف۔مؤخر الذکر کو پہلے ذیلی دفعہ میں نمٹا گیا ہے، اور اگر اپیل کنندہ کی طرف سے دوسرے ذیلی دفعہ پر رکھے جانے والے معنی کو قبول کرنا ہے، تو قانون کی پوری پالیسی حقیقی خریدار کی طرف سے دوسرے میں منتقلی سے شکست کھا جائے گی اور پہلا ذیلی دفعہ تقریبا ایک منسوخ قانون بن جائے گا۔ہماری رائے میں، اس طرح کی توصیع کو قبول نہیں کیا جا سکتا اور مدعی کے مقدمے کو ضابطہ کی دفعہ 66 کے تحت روک دیا جانا چاہیے۔

متبادل کے طور پر، ہمارے سامنے یہ دعوی کیا گیا تھا کہ حکیم عالم کا لقب سید علاء علی اور اس کے بعد مدعی کے طویل اور بلا تعطل مخالف قبضے سے ختم ہو گیا تھا۔ہائی کورٹ نے اس کیس کو قبول نہیں کیا۔اس طرح کا مقدمہ، یقیناً، مدعی کے لیے کھلا ہے کہ اگر اس کے قبضے میں خلل پڑتا ہے۔اگر حقیقی مالک کا قبضہ معیاد قانون کے تحت ملکیت میں بدل جاتا ہے اور اسے بے دخل کر دیا جاتا ہے، تو وہ قبضہ حاصل کرنے کے لیے مقدمہ کر سکتا ہے، کیونکہ اس کے بعد وہ لین دین کی بے نامی نوعیت پر انحصار نہیں کرتا ہے۔لیکن متبادل دعوی واضح طور پر کیا جانا چاہیے اور ثابت کیا جانا چاہیے۔ہائی کورٹ نے فیصلہ دیا کہ مقدمے میں منفی قبضے کی عرضی نہیں اٹھائی گئی اور نیچے دی گئی دونوں عدالتوں کے فیصلے کو الٹ دیا۔منفی قبضے کی استدعا یہاں اٹھائی گئی ہے۔سوکن بنام کرشنانند (آئی۔ایل۔آر۔ 32 پٹ 353) پر ریلائنس ہمارے سامنے رکھا گیا ہے۔اور سری بھگوان سنگھ اور دیگر بنام رام بسی اور دیگر (اے۔آئی۔آر۔ 1957 پٹ۔ 157) اس بات کا خلاصہ کرنا کہ ایسی عرضی ضروری نہیں ہے اور متبادل طور پر، کہ اگر عرضی درکار ہے، تو کس چیز کو مناسب عرضی سمجھا جا سکتا

ہے۔لیکن یہ دونوں مقدمات شاید ہی اپیل گزار کی مدد کر سکیں۔اس میں کوئی شک نہیں کہ شکایت میں یہ حقیقت بیان کی گئی ہے کہ سید علاء علی کی خریداری کے بعد ان کے داماد حکیم عالم علی کے نام پر بے نامی جائیداد پر قابض رہے لیکن اس میں یہ نہیں کہا گیا کہ یہ قبضہ کسی بھی وقت تصدیق شدہ خریدار کے خلاف تھا۔حکیم عالم سید علاء علی کا داماد تھا اور اس کے ساتھ رہ رہا تھا۔اس بات کی کوئی تجویز نہیں ہے کہ سید علاء علی نے کبھی ان کے خلاف کوئی دشمنانہ لقب اختیار کیا ہو یا ملکیت اور ملکیت کے حوالے سے کوئی تنازعہ پیدا ہوا ہو۔مخالف قبضہ تسلسل، تشہیر اور وسعت میں کافی ہونا چاہیے اور کم از کم یہ ظاہر کرنے کے لیے عذرات کی ضرورت ہوتی ہے کہ قبضہ کب منفی ہو جاتا ہے تاکہ متاثرہ فریق کے خلاف حد بندی کا نقطہ تلاش کیا جا سکے۔یہاں اس بات کا کوئی ثبوت نہیں ہے کہ قبضہ کب منفی ہو گیا، اگر یہ بالکل بھی ہو، اور ریلیف شق میں محض یہ تجویز کہ " کئی 12 سالوں" سے بلا تعطل قبضہ تھا یا یہ کہ مدعی نے "مطلق لقب" حاصل کر لیا تھا، اس طرح کی عرضی کو اٹھانے کے لیے کافی نہیں تھا۔طویل قبضہ لازمی طور پر مخالف قبضہ نہیں ہے اور استدعا کی شق عذرات کا متبادل نہیں ہے۔حوالہ شدہ مقدمات پر شاید ہی غور کرنے کی ضرورت ہے، کیونکہ ہر معاملے کا تعین اس معاملے میں مدعی کے الزامات پر کیا جانا چاہیے۔یہ بتانا کافی ہے کہ بشن دیال بمقابلہ کیشو پرساد اور دوسرے (اے۔آئی۔آر۔1940 پی۔سی۔202) میں عدالتی کمیٹی نے خریداری کے بعد قبضے کی بنیاد پر کسی متبادل کیس کو بغیر کسی مناسب درخواست کے قبول نہیں کیا۔

عرضی دعویٰ کو مجموعی طور پر پڑھتے ہوئے، ہم ہائی کورٹ سے اتفاق کرتے ہیں کہ خریداری کے بعد قبضے پر مبنی مقدمہ عرضی دعویٰ میں بیان نہیں کیا گیا تھا اور اس معاملے کے حالات میں ہائی کورٹ کا فیصلہ اس لیے مناسب تھا۔اپیل ناکام ہو جاتی ہے اور اخراجات کے ساتھ مسترد کر دی جاتی ہے۔

اپیل مسترد کر دی گئی۔

Javeed Ahmed Geelani
I attest to the accuracy and authenticity of this document

12.06.24